سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (سےٖ)   رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم۔ اے ۔ ۱۲ وارث روڈ۔ لاہور } ایڈیٹر
پادری غلام مسیح صاحب سیکلوڈ روڈ ۔ لاہور } جائنٹ ایڈیٹر
پادری ڈبلیو۔ جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے۔ ایمپرس روڈ۔ لاہور } مینیجر

نورافشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر وغیرہ بنام مینیجر صاحب ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد نمبر ۵	ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۹ جولائی ۱۹۲۶ء	نمبر ۲۸

جذبات عالیہ

(جناب ڈاکٹر چودھری غلام حیدر صاحب)

گر ہر مخزن اسرار حقیقت ہوں میں   یعنی اک بندۂ ارباب امانت ہوں میں
راز دار نگہ لطف و عنایت ہوں میں   آپ اپنے ہی سبب وقف مصیبت ہوں میں
شاد و باش اے دل گم گشتہ جہاں بھی تو ہو   اور تو کیا کہوں ممنون عنایت ہوں میں
کرم ان کا ہوں بتاؤں تمہیں کیا بندہ نواز   ہست کی شکل میں اک نیست کی صورت ہوں میں
شکوہ سنجی کی مجھے عادت و خصلت کیوں ہو   بندۂ معتقد حسن و محبت ہوں میں
آپ ہی عاشق و معشوق بنا بیٹھا ہوں   آپ معلول بھی ہوں آپ ہی علت ہوں میں
دیکھ کر حیران ہے ہر کوئی میری صورت   دہر نیرنگ میں آئینہ صورت ہوں میں
رونق افروز ہوا کون سیہ خانے میں   فرط شادی سے جو پامال مسرت ہوں میں
ظلم و جور و کرم و لطف سے مطلب ہی نہیں   آپ کا بندہ ہوں راضی بمشیت ہوں میں
حاصل لذت دنیا ہی مسرت ہوں میں   یعنی خاموش چراغ شب عشرت ہوں میں
وقت کم قصہ طولانی خاطر اپنا   مختصر یہ ہے کہ تصویر مصیبت ہوں میں
جلوہ افروز ہوں جس شکل میں لاکھوں شکلیں   اللہ اللہ وہ آئینہ وحدت ہوں میں
چین اک لمحہ نہیں گردش ایام کہیں   تو ہی کہہ دے کس شخص کی نیت ہوں میں
نار وا شوخی گفتار ملائک ہو جہاں   سب کو معلوم ہے اک بزم کی زینت ہوں میں
بندۂ عشق ہوں میں بندۂ الفت ہوں میں   یا بہ الفاظ دیگر رہن مصیبت ہوں میں

رنگ نیرنگی دنیا کی خبر ہے حیدر
اور پھر اس پہ بھی مست مئے غفلت ہوں میں

مشرق اور مغرب کے لوگ

ہم نہایت خوشی سے اپنے قابل فخر مشنری سادھو سندر سنگھ صاحب کا پیغام ناظرین کرام کو دیتے ہیں۔ آپ ایک عرصہ کی خاموشی کے بعد ہم سے ہمکلام ہوئے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ وہ خاموشی کے زمانہ میں بھی کام میں مصروف رہے۔ اُنہوں نے ایک اور کتاب تصنیف فرمائی ہے جو جلد پبلک کی نگاہوں میں آنے والی ہے۔ اس کے علاوہ اب آپ بفضل خدا پھر بھی خدمت کے لئے دورے پر جانے والے ہیں۔ ناظرین سے التماس ہے کہ وہ آپ کے لئے ضرور دعا کرتے رہیں کہ خدا آپ کی خدمات سے جلال پائے اور کہ آپ کو جسمانی تندرستی عطا فرماتا رہے۔ ایڈیٹر

بہت دفعہ مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ میں نے مشرق اور مغرب کے مسیحیوں میں کیا فرق اور کیسی مشابہت پائی یعنے یورپ۔ امریکہ اور ایشیا کے لوگوں میں کہاں کے لوگ آیا سب سے اچھے ہیں؟ میرا جواب یہ ہے کہ میں نے ہر کہیں ہر قسم کے لوگ پائے سوائے چند بیرونی باتوں کے انسان کی طبیعت و فضیلت سب جگہ یکساں ہے اکثر مغربی لوگوں پر مادہ پرستی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ گو یہ ایک حد تک درست بھی ہے۔ لیکن بہتیرے مشرقی لوگ بھی جو ہمیشہ دنیاوی چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اور اگر محنت و کفایت شعاری سے روپیہ جمع کر کے دولتمند ہو جاتے ہیں تو اسکو اپنے اور دوسروں کے فائدہ کے لئے خرچ کرنا نہیں جانتے۔ یا تو اس لکشمی دیوی کی پوجا کرتے ہیں اور یا اسکو ناجائز طور پر عیاشی میں خرچ کر کے برباد ہو جاتے ہیں تو کیا ایسے لوگ مادہ پرستی کے الزام سے بری

ہو سکتے ہیں؟

کچھ عرصہ ہوا کہ ایک مشہور سوراجیہ لیڈر نے کہا کہ ہمارے ہندوستان سے بڑھ کر دنیا میں کوئی ملک ایسا مذہبی اور روحانی نہیں ہے اور اس مذہبی طبیعت نے ہم کو اس قدر کمزور کر دیا کہ صدیوں سے دیگر اقوام ہم پر حکومت کر رہی ہیں۔ لہٰذا اب کچھ عرصہ کے لئے مذہب اور روحانیت کا سوال بالائے طاق رکھ کر پہلے سوراج حاصل کریں۔ بعد ازاں دیکھا جائیگا کہ کیا کرنا چاہیے۔ آجکل بہتیرے لوگ اس قسم کے خیالات کے موجود ہیں اب بتائیے کہ یہ روحانیت ہے یا کہ مادہ پرستی؟

اور جو مغربی لوگ یہ کہتے ہیں کہ مشرقی لاپرواہ اور وہم پرست ہیں۔ یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ لاپرواہی اور وہم پرستی کسی نہ کسی صورت میں کم و بیش ہر ملک کے لوگوں میں پائی جاتی ہے اور ایک دوسرے کی بابت غلط فہمی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ مغرب کی مذہبی زندگی ایک حد تک مادہ پرستی کی رنگت میں ہے اور مشرق کی مادہ پرستی اور عملی زندگی مذہب کی رنگت میں ہے اور ہم نے خود دیکھا ہے کہ جس طرح ذلی السعد اور بھگت چوغہ اور لنگوٹ پہنے گوشہ نشین اور گپھا میں پائے جاتے ہیں اسی طرح کوٹ پتلون اور قیمتی لباس پہنے بنگلوں اور محلوں میں بھی موجود ہیں۔

بجائے اس کے کہ ہم اپنی قلم اور زبان سے دوسروں کی نقطہ چینی کریں۔ چاہیے کہ خود اپنے اپنے نقص معلوم کر کے اپنی اصلاح کریں اور جو کچھ دوسروں کو کہتے ہیں اُسکو خود عملی جامہ پہنا کر ایک اعلےٰ نمونہ پیش کریں کیونکہ اس طرح خود ہم کو اور دوسروں کو فائدہ پہنچیگا۔ ورنہ زبانی جمع خرچ سے کچھ فائدہ نہیں اور نہ ہی دوسروں کی نقطہ چینی کرنا ہمارا حق ہے اور علاوہ اس کے اگر ہم کسی مفید کام میں مصروف ہیں تو ہمیں لاحاصل اور فضول نقطہ چینی کے لئے فرصت بھی نہ ملیگی بلا کسی قسم کی بحث و دلیل کے ہمارا ایک مقصد پورا ہو جائیگا

مسیح ہندوستان میں کسی برہمن یا اور اعلےٰ ذات کے خاندان میں پیدا نہیں ہوا۔ اگر ایسا ہوتا تو اونچے ذات کے لوگوں اور شودروں کو نجات کی خوشخبری کا موقع نہ ملتا اور نہ ہی وہ یورپ میں پیدا ہوا۔ کیونکہ اس صورت میں وہ دنیا کی دیگر اقوام کو ادنےٰ سمجھ کر ان کو نجات کی خوشخبری سے محروم رکھتے اور یہی خیال کرتے کہ مسیح صرف انہیں کے لئے دنیا میں آیا ہے۔ چونکہ دنیا میں اوروں سے بہتر و افضل ہیں اور نہ ہی اُس نے فلسطین میں کسی فقیہہ اور فریسی کے گھر میں جنم لیا۔ تاکہ وہ اپنی جھوٹی و ظاہری پارسائی کے فخر میں اُسکو صرف اپنا ہی سمجھ کر دوسروں کو حقیر و ناچیز خیال کر کے اس بڑی نجات سے محروم نہ رکھیں۔ بلکہ وہ ایک غریب بڑھئی کے گھر پیدا ہوا۔ تاکہ وہ امیر و غریب ادنےٰ و اعلےٰ سب کا یکساں اور سانجھا نجات دہندہ ہو۔ وہ غریب بنا تاکہ اس کی غریبی کے طفیل سے ہم سب ہمیشہ کے لئے دولتمند ہو جائیں۔ ۲ کرنتی ۸: ۹۔

مسیح نے مشرق میں جنم لیا اور اس کے وفادار مشرقی شاگردوں نے نجات کا پیغام مشرق سے مغرب میں پہنچایا۔ اور مغرب کے مسیحی مشنریوں کو مشرق میں بھیج کر محبت کے قرض کو مع سود کے ادا کر رہے ہیں اور مغرب کی وہ کلیسیائیں جو بشارتی خدمت میں حصہ نہیں لیتیں ایسی سرد و سُست ہیں جیسی کہ بعض مشرقی کلیسیائیں ہیں اور یہی صرف مشرق یا مغرب کے لئے نہیں بلکہ کل بنی آدم کے لئے ہے

تجربہ اس بات کا شاہد ہے کہ جو کوئی دوسرے کا بھلا چاہتا اور فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ گویا نامعلوم طور پر اپنے آپ کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ کیونکہ کوئی شخص صرف اپنے ہی لئے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد و رفاقت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور جو کوئی دوسرے کی مدد اور خدمت کے لئے تیار نہیں تو اس کا کوئی حق نہیں کہ دوسروں سے کسی قسم کی مدد لے۔

جس طرح عورت کے رحم میں توام بچے ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی ہستی و حضوری میں مشرق و مغرب کے لوگ مثل توام بھائیوں کے ہیں اور لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے محبت سے ایک دوسرے کی خدمت کریں اور یوں اپنے خالق کی مرضی اور مقصد کو اپنی زندگی میں پورا کریں۔

انسان صرف روٹی سے نہیں بلکہ ہر بات جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے جیتا ہے۔ کیونکہ بہت تھوڑے ہیں جو بغیر روٹی کے بھوک اور فاقے سے مر گئے۔ مگر دنیا کے سب لوگ روٹی کھا کھا کر مر گئے اور مر رہے ہیں۔ پس زندگی روٹی پر موقوف نہیں۔ لیکن خدا کے کلام و ہدایات پر موقوف ہے۔ جس سے اناج یا روٹی میں جسم کو طاقت پہنچانے والی غذا پیدا ہوئی اور اگر ہم اس سرچشمہ زندگی میں جسکی باتیں روح اور زندگی ہیں قائم رہیں تو حیات ابدی حاصل ہوگی اور جس بات یا کلام سے ہم اب زندہ ہیں وہی ہم کو ابد الآباد زندہ رکھیگا۔ یوحنا ۶: ۶۳۔ اب ہمیں دل و جان کوشش کرنی چاہیے کہ سب اس ابدی زندگی کو حاصل کریں صرف ایک ہی آفتاب ہے جو کہ مشرق و مغرب ہر دو کو روشن کرتا ہے۔ اسی طرح صرف ایک ہی آفتاب صداقت ہے جو کہ مشرق و مغرب کے باشندوں کو منور کرتا ہے۔ اب لازم ہے کہ ہم سب اس کی روشنی میں چلتے ہوئے باسلامت اپنی منزل مقصود کو جا پہنچیں۔ آمین۔

فقیر حقیر۔ سندر سنگھ

گمشدہ کی تلاش

میرا لڑکا فخر دین ولد منہ د عیسائی قد ۶ فٹ رنگ گندمی خاصہ پہلوان جو اکثر دنگلوں میں مشہور ہے دنگل واسطے علاقہ گوجرہ۔ منٹگمری شیخوپورہ وغیرہ میں دنگل کرتا پھرا اور ہم کو خبر دیتا رہا لیکن عرصہ ۲ ماہ کا گذرا ہے جب سے کوئی خبر واپسی ہم کو نہیں ملی۔ اس کی والدہ اور والد گھبرا رہے ہیں کہ اُسکو کیا ہو گیا اسکی بیوی بچے اور بھائی فکر کرتے ہیں اگر کسی صاحب کو اسکی پختہ خبر ہووے تو ہم کو مطلع کرے۔ ہم اُسکو مبلغ ۵ پانچ روپیہ انعام دینگے جو پادری ملوچند پاسٹر کے پاس امانت رکھ دیئے ہیں۔ راقم منہ د عیسائی چک ۶۶ نہر والا جنوبی سرگودھا معرفت پادری ملوچند

نور افشاں

مطبوعہ ۹ جولائی ۱۹۲۶ء

کیا بھلائی یا نیکی گم شدہ حقیقت ہے؟

ہر ایک بشر بھلائی کا تصور رکھتا ہے۔ بھلائی کرنے کو نیک عمل قرار دیتا ہے پر ایک انسان کا بھلائی کا تصور مختلف ہے۔ اپنی اپنی سمجھ اور لیاقت کے موافق ہر ایک انسان بھلائی کی تعریف و توصیف کرتا ہے۔ جو دوسروں کے نزدیک نامقبول ہے۔ لہذا بھلائی کرنے والے انسان کے لئے سب سے پہلے بھلائی کے تصور کا ہی فیصلہ کرنا دشوار امر ہے۔

ایک ہندو خیال کا انسان اس بات کو بھلائی خیال کرتا ہے کہ وہ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کرے۔ ذات پات اور چھوت چھات کی پابندیوں کا لحاظ رکھے۔ غیر ہندوؤں سے نفرت کرے۔ انہیں اپنے برابر حقوق انسانی کا مستحق خیال نہ کرے وغیرہ۔ پر اسکی بھلائی کا یہ تصور دوسرے انسانوں کی نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہے۔

ایک مسلم کی نظر میں یہ بھلائی ہے کہ وہ واحد خدا پر ایمان رکھے۔ حضرت محمد کو نبی رسول یقین کرے پانچ وقتی نماز پڑھے۔ روزے رکھے۔ حج کرے۔ زکوٰۃ دیوے۔ غیر مسلموں کو کافر و مشرک خیال کرے وغیرہ پر دوسرے لوگ ہیں جو اُسے بھلائی تسلیم نہیں کرتے

اسی طرح دنیا میں جس قدر مذاہب و عقائد کے ماننے والے ہیں وہ بھلائی یا نیکی کے تصور میں اختلاف رکھتے ہیں چونکہ وہ نیکی یا بھلائی کے تصور میں مختلف ہیں اس لئے ہر ایک بھلائی کرنے والا دوسرے بھلائی کرنیوالے کی نگاہ میں مقبولیت نہیں پاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو بُرا خیال کر کے ایک دوسرے کے نقصان کے روادار بنے رہتے ہیں۔ بھلائی دراصل بنی نوع انسان میں گم شدہ حقیقت ہے۔ اس وجہ سے کسی بھلے آدمی کے لئے بھلائی کرنا امرِ محال بن رہا ہے۔

بھلائی یا نیکی کیا ہے؟

یہ ایک نہایت اہم اور مشکل سوال ہے۔ جس کا جواب آسانی سے نہیں دیا جا سکتا۔ بڑے بڑے علما اور فضلا نے اس کے جواب تجویز کئے ہیں فلاسفروں نے اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش فرمائی ہے پر تو بھی اُسکی طرف سے بنی نوع انسان کی جہالت و لاعلمی کا روز اول ہی ہے۔ ان کے اقوال و اعمال میں بھلائی یا نیکی کا عنصر امر مجہول ہی بنا ہوا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نیکی یا بھلائی، انسان کا وہ قول و فعل ہے۔ جس سے قائل و فاعل کو نفع پہنچتا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ ایک انسان کا نفع دوسرے انسان کا نقصان ہوتا ہے۔ لہذا ایک انسان کی بھلائی یا نیکی دوسرے انسانوں کا نقصان قرار پائی۔ اہل دنیا کا عمل اسی معانی کی نیکی یا بھلائی پر ہے جو سخت مضر اور نقصان دہ بُرائی ہے جو انسانی زندگی میں ظلم و تشدد باہمی کا عظیم چشمہ ہے جس سے ہر قسم کی بُرائی اُبلتی رہتی ہے اور بنی نوع انسان کو تباہ و برباد کرتی رہتی ہے نیکی یا بھلائی کا یہ تصور انسان نے مطلق حیوانات کے طرز عمل سے اخذ کیا ہے یا انسانیت میں یہ حیوانیت کا بقیہ ہے جنکی زندگی کی بقا اس اصول کی پابندی پر مبنی ہے۔ دراصل اس اصول کا انسانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ (باقی پھر)

کلکتہ ۲۶ جون کا تار ہے کہ دس لائن میں ایک مدراسی خطیلین کے قتل کی واردات ہوگئی۔ علاوہ ازیں پولیس نے دو مسلمانوں کو ایک ہندو پر مرکزی سڑک پر چھرا چلانے کے الزام میں گرفتار کیا سات ہندو اینٹیں پھینکنے کے الزام میں گرفتار کر لئے گئے۔ (ریکاش)

آخری اعداد و شمار کے مطابق انگلستان کے بے روزگاروں کی تعداد ۱۶۲۹۴۰۰ ہے۔ (رعا)

دعا کرنے میں مسیح کا نمونہ

یقیناً مسیح کی دعاؤں میں ایک راز ہے۔ اگر جیسا کہ ہمیں یقین ہے وہ خدا سے کم نہ تھا تو کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا خدا سے دعا مانگے یا اُسکی طبیعت میں کوئی ایسی حاجت واقع ہو سکتی ہے جسکو پورا کرنے کے لئے دعا مانگنے کی ضرورت پڑے۔

اس سوال کا کچھ تو یہ جواب ہے کہ تمام دعا ایسی درخواستوں پر مشتمل نہیں ہوتی جو حاجت کے خیال سے پیدا ہوں عموماً لوگ دعا کا اس طور پر ذکر کرتے ہیں خاصکر وہ جو اس کی ہنسی اڑانا چاہتے ہیں کہ سوائے اس کے کہ وہ درخواستوں کا ایک سلسلہ ہے جو خدا سے کی جاتی ہیں، اور کچھ نہیں۔ مثلاً اچھے موسم کے لئے۔ رفع بیماری کے لئے یا کسی اور طریق سے ہمارے بیرونی حالات کو ہماری خواہشوں کے مطابق بدل ڈالنے کے لئے۔ لیکن وہ لوگ جو دعا کے عادی ہیں دعا کا ایسے طور پر ذکر نہیں کرتے ہیں کہہ سکتا ہوں کہ اُن لوگوں کی دعاؤں میں جو بہت اور بہترین دعا مانگنے والے ہیں ایسی درخواستیں بہت تھوڑی جگہ پاتی ہیں۔ دعا زیادہ تر روح کی حضوری ظاہر کرتی ہے۔ اس کا خالی ہونا یا یوں کہو کہ وہ پیالے کا چھلکنا ہے۔ اگر ایسا کہنا جائز ہو تو میں کہونگا کہ دعا اپنی بہترین صورت میں خدا کے ساتھ گفتگو کرنا ہے۔ جیسا ایک بچہ اعتماد کے ساتھ اپنی ہر ایک بات کا اپنے باپ کو [illegible] ہے اس کی نہایت عمدہ مثال ہم کو مقدس آگسٹین کے اقرارات میں ملتی ہے یہ گراں قدر کتاب شروع سے لیکر آخر تک دعا کی صورت میں ہے تاہم اس میں مصنف کی زندگی کے حالات کا بیان اور اس کے نہایت اہم خیالات کی تشریح درج ہے۔ اس سے صاف یہ ظاہر ہے کہ یہ مرد خدا نہایت عمیق مسائل میں اس طرح پر غور و فکر کرنے کا عادی تھا گویا کہ وہ خدا سے بات چیت کرتا ہے۔ اگر دعا اس کا نام ہے تو اس بات کو سمجھنا مشکل نہیں کہ کس طرح ازلی بیٹا اپنے ازلی باپ

سے دعا مانگتا ہوگا۔ فی الحقیقت یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے۔ کہ ان معنوں میں وہ ہمیشہ بلا توقف دعا مانگتا ہوگا۔ مگر صرف اسی بات سے ہی یسوع کی دعاؤں کا راز پورے اور صاف طور پر نہیں کھلتا۔ کیونکہ اُن میں سے بہت سی ایسی ہیں جن سے بلاشبہ حاجت کا خیال ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً رسول نے لکھا ہے کہ اُس نے اپنے مجسم ہونے کے دنوں میں بہت رو رو کر آنسو بہا بہا کے اُس سے جو اُسکو موت سے بچا سکتا تھا۔ دعائیں اور منتیں کیں اور اس کے تقویٰ کے سبب سے اُسکی سُنی گئی وغیرہ (۷:۵) بھلا اس طرح کے بیان کی کیا شرح ہو سکتی ہے میرے خیال میں اس کی صرف ایک ہی شرح ہے یعنی یہ کہ وہ حقیقی انسان تھا۔ ہم صرف اسی سچائی کو اُس کے پورے معنوں کے مطابق قبول کرنے سے اُسکی زندگی کے اس پہلو کو سمجھ سکتے ہیں مسیح نیم خدا اور نیم انسان نہیں۔ بلکہ کامل خدا اور کامل انسان تھا۔ اس کے متعلق بہت سی باتیں اور خود اُس کے اپنے اقوال اسی قسم کے ہیں کہ جب تک ہم اُسکو مطلق خدا نہ مانیں ان کی قابل اطمینان طور پر شرح نہیں کر سکتے گو ہم کو اس قسم کے خیال میں تامل ہو مگر یہ واقعات سوائے اس کے کہ ہم اُن سے پہلو تہی کریں۔ ہم کو ایسے اقرار پر مجبور کرینگے۔ برخلاف اس کے اُس کے متعلق اور باتیں ایسی ہیں جو ہم کو مجبور کرتی ہیں کہ اس لفظ کے پورے معنوں کے مطابق اُسکو انسان کہیں اور اگر ہم اس سچائی کو بھی اُسکی کامل صورت اور تمام نتائج کے لحاظ سے قبول نہ کریں تو ہم اُسکی عزت نہیں بلکہ بے عزتی کرتے ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ دعا مانگتا تھا اس لئے کہ وہ انسان تھا۔ انسانیت اپنی بہترین صورت میں بھی کمزور اور محتاج ہے۔ وہ کبھی اپنے آپ میں قائم اور کافی نہیں ہو سکتی خود یسوع میں بھی یہ انسانیت اپنی ذات میں کافی نہیں تھی۔ بلکہ اپنی زندگی کی ہر ایک گھڑی میں اس کا انحصار خدا پر تھا۔ اور یسوع اپنے اس انحصار کے خیال کو دعا کے ذریعے سے ظاہر کرتا تھا۔ کیا یہ خیال اُس کو ہم سے بہت قریب نہیں کر دیتا۔ یہ سچ ہے وہ ہمارا بھائی ہے۔ وہ ہماری ہڈی میں سے ہڈی اور گوشت میں سے گوشت ہے۔ لیکن اس سے ایک اور سبق بھی حاصل ہوتا جو بہت گراں ہے۔ اگرچہ یسوع انسان تھا۔ مگر وہ گناہ سے پاک انسان تھا۔ نشو و نما کے ہر ایک درجے میں اُسکی انسانیت کامل تھی۔ اُس نے ماضی میں کوئی گناہ نہ کیا تھا جس کے بوجھ کے تلے دبا ہوا ہو کر دعا کرنے کا حاجتمند تھا اور وہ ہمیشہ اُسکی طرف رجوع کرتا تھا۔ دیکھو اس سے ہماری حاجتمندی کس قدر عیاں ہے۔ جبکہ وہ ویسا ہو کر ہر وقت دعا کا محتاج تھا تو ہم ایسے ہو کر کس قدر زیادہ اس کے محتاج نہ ہوں۔

ایس۔ ایم شیفن۔

مسیحی عملی زندگی

مقدس متی ۷: ۲۱-۲۳

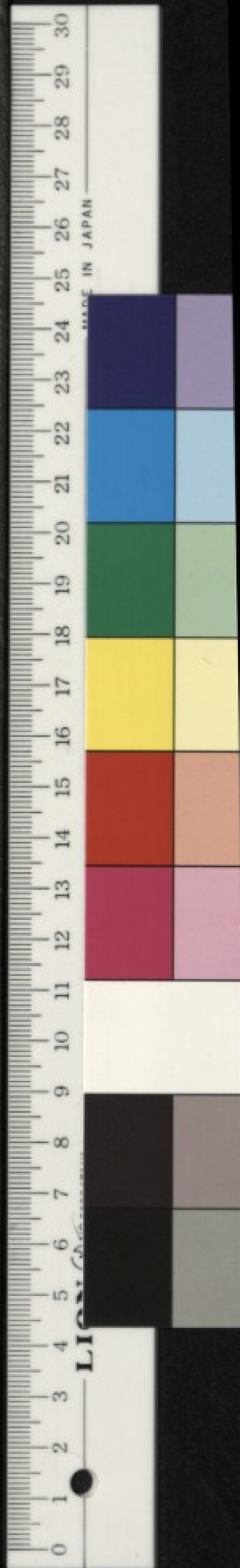
"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں اُن میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے باپ کی آسمانی مرضی پر چلتا ہے وغیرہ وغیرہ" فی زمانہ دنیا کے لوگ بائبل مقدس کو پڑھنا ایک بوجھ سمجھتے ہیں اور اکثر جو اُسکو پڑھتے ہیں وہ محض اعتراضات کے لئے مطالعہ کرتے ہیں۔ لیکن تمام دنیا مسیحیوں کو زیادہ پڑھتی ہے۔ کیونکہ ہر ایک مسیحی کا دعویٰ ہے کہ وہ خداوند کا ایک زندہ خط اور سروح کی ہیکل ہے کی وجہ سے فرداً فرداً بائبل ہے۔ پس کتنا ضروری ولازمی ہے کہ ہم مسیحیوں کو مسیحی عملی زندگی میں ترقی کرنی چاہئے تاکہ غیر مسیحی خداوند مسیح کو ہمارے اندر زندہ پائیں اور قائل ہوں کہ ہم اُسکے سچے شاگرد ہیں۔

واضح ہو کہ خارجی یا سطحی مسیحی زندگی یا بے عمل ایمان اور محض عادت کے طور پر انجیل مقدس کی تلاوت و اُسکی تعلیم و تکمیل فرائض کسی مسیحی کو بہشت یا ابدی خوشی میں داخلہ کا مستحق نہ کریگی۔ ایسی زندگی کے عام مفہوم فیشنی مسیحی زندگی ہے۔ جس کا اثر کچھ نہ ہوگا بلکہ ہم ایسی نمائش سے احتراز کریں اور بہروپیا زندگی کو خیرباد کہیں اور عملی مسیحی زندگی میں گوئے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔

پابندی حق شناسی صاف دلی۔ ایمانداری اور دیانتداری اور دیگر تمام قوانین مسیحی زندگی جو کہ انجیل شریف میں مذکور ہیں اُن کی توقیر و پابندی کرنے اور ان کے عامل بننے سے آسمانی بادشاہت میں داخل ہو کر رہیں۔ بے عمل ایمان دھوکہ ہے جس پر کسی قسم کی امید مبنی نہیں۔ بلکہ عملی زندگی ایک ہی پختہ بنیاد ہے جس پر ہم قائم رہ سکتے ہیں۔ خداوند مسیح نے کسی کو مبارک حالت کا وعدہ نہیں کیا۔ صرف اُنہیں سے کیا ہے جو کہ تمام مسیحی اوصاف حمیدہ و خوبیوں کے جو کہ اس کی پہاڑی وعظ میں مرقوم ہیں عامل ہیں مثلاً دل غریبی۔ انکساری۔ توبہ۔ تحمل مزاجی حلم۔ راستبازی۔ دردمندی۔ رحم دلی۔ صبر برداشت۔ عیب جو نہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ ان سے بڑھ چڑھ کر دیگر کوئی صفت و خوبی نہیں جو کہ مسیحی زندگی کے لئے کافی و وافی ہو اور نہ ہی اور کوئی ایسی خوبی ہے جو کہ خدا کو منظور ہے۔

ہمارا فرض کُل صرف یہ ہے کہ ہم ان کو اپنی اپنی زندگی میں رکھتے ہوئے فرمانبرداری کے ساتھ ان کے عامل ہوں اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں شمس و قمر کی طرح چمکیں اور دوسروں کو منور کریں۔ یہ ہے مسیحی عملی زندگی ہے۔

ورنہ۔ اس دن بہت کہینگے ۔۔۔۔۔۔ (۱) کیا ہم نے تیرے سچے مذہب کو قبول نہ کیا تھا (۲) اور کیا دوسروں کو ہم نے اسکی منادی نہ کی تھی۔ اور بہتیرے اپنی وفاداری کے ذریعہ اس میں شامل نہ ہوئے تھے۔ (۳) اور کیا ہم نے تیری ان سب باتوں پر ایمان نہ رکھا تھا (۴) اور کیا ہمارا ایمان ایسا کامل نہ تھا کہ ہم نے تیرے نام سے دیووں کو نکالا اور معجزات کئے (۵) اور کیا ہم نے تیرے ساتھ کھایا اور پیا نہیں؟ پس اب



ہمارے قبول کرنے میں تجھ کو کیا قدر باقی ہے؟ مگر خداوند کا جواب یہ ہوگا کہ چونکہ تم نے اپنی زندگیوں اور اپنی رفتار و گفتار میں میرے احکام کی فرمانبرداری نہیں کی۔ لہٰذا میں تم جیسوں کو اپنے سچے وفادار اور فرمانبردار شاگرد نہ کہونگا اور نہ ہی تم کو قبول کرونگا میرے پاس سے دور ہو جاؤ۔ کیسا خطرناک فیصلہ ہوگا۔

ہمارا بڑا گناہ یہ ہے کہ ہم مسیحی زندگی اور خدمات پر انسانی خوشنودی کو . . . ترجیح دیتے ہیں اور جو اشخاص ایسا کرتے ہیں وہ یہ ثابت کرتے ہیں کہ "ابھی جگ میٹھا دودھ کھٹا"؟ اور ایسوں کا ایمان بھی محض نام کا ایمان ہے کام کا ایمان نہیں۔ اور ہمارے مسیحی مختاروں میں بھی یہ غلطی اکثر پائی جاتی ہے کہ وہ خوشامد اور مکاری پر لحاظاً ملامت نہیں کرتے۔ بلکہ پہلوتہی کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ طبیعت خداوند مسیح کی طبیعت کے بالکل متضاد ہے۔

خداوند نہیں چاہتا کہ کوئی بے عمل مسیحی اسکو خداوند کہے۔ دیکھئے لوقا رسول ۶: ۴۶۔ بے عمل مسیحی خداوند کے نام کو حقیر جانتا اور اسکو ذلیل کرتا ہے۔ دیکھئے ملاکی ۱: ۶۔ پس ایسے مسیحی جو بیٹے کی نہیں مانتے زندگی کو نہ دیکھینگے یوحنا ۳: ۳۶ مگر عامل مسیحی مبارک ہونگے۔ ذیل کے حوالوں کو ضرور پڑھئے لوقا رسول ۱۱: ۲۸ مقدس یوحنا ۱۳: ۱۷ و ۸: ۳۱۔

پس

ہم کو عامل بننا ہے۔ کیونکہ ہمارا مبارک خداوند خود عامل تھا مقدس یوحنا ۸: ۵۵۔ ہم صرف نام کے مسیحی نہ ہوں بلکہ اپنے خداوند کے نقشِ قدم پر قدم مارتے ہوئے مسیحی عملی زندگی میں کاملیت کی طرف بڑھتے جائیں تاکہ باپ بیٹے اور روح القدس کی خوشنودی و قبولیت کے لائق بن جائیں۔ کاش خداوند ہماری مدد کرے۔

(ڈاکٹر) جے۔ رتنسی لعل۔ ٹیکسلا
امریکن مشن ہسپتال۔

آنحضرت کی خوش طبعی

بعض مسیحی سچ مچ چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں سے دوستی پیدا کریں اور اُن کی ذہنیت کی قدر کر سکیں جن امور کو عام طور پر صفائی سے نہیں سمجھا جاتا۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان آنحضرت کی کس قدر تعظیم کرتے اور آپ کی شخصیت کا کیا اندازہ لگاتے ہیں۔ غیر مسلم اپنے خیالات محمد صاحب کے مغربی سوانح نگاروں سے لیتے اور اُن خصوصیات سے جن پر احادیث میں زور دیا گیا ہے اور جنکی وسیع تفاصیل نے آنحضرت کے پیروؤں کے دلوں میں آپ کو شخصی طور پر نہایت عزیز بنا دیا ہے۔ بہت ہی کم واقف ہوتے ہیں۔ ایک امریکی جو

عمر بھر مشرق قریبہ میں

رہا اور بچپن سے عربی زبان بولنے لگا۔ یہ کہتا ہے کہ ابوہریرہ کی بیان کردہ چند روایات اس امر پر بالخصوص روشنی ڈالتی ہیں۔ ابوہریرہ کو محمد صاحب کا رسول کہنا چاہئے۔ جو کچھ اس نے لکھا اس کا اثر موجودہ مسلمانوں پر بہت جاری ہے۔ ہم یہاں دو روایتیں بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت کو جانوروں سے بہت پیار تھا اور آپ نے اُن کے دلارے نام رکھے ہوئے تھے۔ خچر۔ گدھا اور اونٹ آپ کے شخصی دوستوں کی مثل تھے۔ آپ کہتے تھے کہ میرا اونٹ مخلوقات میں سب سے تیز رو ہے ایک دفعہ بعض کاموں بارے اونٹ پر سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے۔

ایک غریب بدوی شیخ

آپ کی ملاقات کو آیا۔ لیکن جب دونوں باہر نکلے تو حاضرین کی حیرت کی یہ دیکھ کر انتہا نہ رہی کہ آنحضرت کے چہیتے اونٹ سے اس بدوی شیخ کا اونٹ دوڑ میں آگے نکل گیا . . . مگر آپ غصہ ہونے کی بجائے مسکرائے اور کہا کہ جب خدا کسی کا رتبہ بلند کرتا ہے تو وہ کسی نہ کسی طرح سے اُسے پھر نیچا کرتا ہے۔

ایک دن آنحضرت گدھے پر سوار ہو کر ابوہریرہ کے پاس سے گذرے موخر الذکر پیدل تھا۔ آپ نے اُسے کہا کہ آ میرے پیچھے بیٹھ جاؤ۔ جب وہ چڑھا تو گدھا بوجھ کے نیچے دب گیا اور دونوں زمین پر گر پڑے۔ دونوں دوسری بار سوار ہوئے مگر نتیجہ وہی ہوا۔ آپ نے چاہا کہ ایک بار پھر کوشش کریں۔ مگر ابوہریرہ نے کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو تین بار گراؤں۔ اس پر

وہ امریکی رائے زنی کرتا ہوا

کہتا ہے کہ فی نفسہٖ یہ روایتیں بالکل معمولی ہیں لیکن یہ تواریخی مسالہ ہے جس سے لاکھوں مسلمان آنحضرت کا اندازہ لگاتے ہیں۔ اس صورت میں یہ توجہ کے قابل ہیں۔ ضرورت ہے کہ مسلمان بھائیوں کے دلوں میں آنحضرت کی جو قدر و منزلت ہے ہم اس کا دوستانہ احساس پیدا کریں۔ جو شخص دوستی میں ہوتا ہے۔ جس شیخ سے میں ان روایتوں کے متعلق ذکر کر رہا تھا اُس نے کہا آپ دیکھتے ہیں کہ آنحضرت نے کبھی امتیاز نہ کیا اُس کا پیار ہمہ گیر تھا۔ میں نے جواب دیا کہ ہاں۔ اصل میں آپ جمہوریت پسند تھے اور شیخ نے اس پر صاد کیا۔

موجودہ مسلم صوفی

وہی امریکی مشرق قریبہ کے ایک شہر میں ایک مسلم تاجر کا ذکر کرتا ہے جو سچ مچ خدا سے محبت کرنے والوں میں سے تھا۔ یہ آدمی ایک بہت بڑی تجارت مشمولہ برآمد کا مالک ہے۔ اجنبی کو کئی وجوہات سے اسکی طرح تجارت سے دلچسپی تھی۔ اس لئے وہ اس سے ہمکلام ہوا۔

سوداگر۔ مہربانی سے بتائیے کہ آپ کا پیشہ کیا ہے؟

امریکی۔ جناب میں معلم ہوں۔ میں مذہبی اخلاقی مضامین پڑھاتا ہوں۔ اس بیان سے مجھے خوشی ہے کہ میری جماعتوں میں مسلمان یہودی اور مسیحی باہم پڑھتے ہیں ہم سب ایک دوسرے کے عقائد کی تعظیم کرتے اور اختلافات مذہبی پر مؤدبانہ تبادلہ خیالات کرتے ہیں۔

سوداگر۔ یہ بہت اچھا ہے۔

امریکی۔ مسلمان اور مسیحی مذہبی زندگی میں کیوں زیادہ دوستی پیدا نہیں کرتے؟ افسوس ہے کہ امر مختصر کہیں بھی اتفاق نہیں کرتے۔

سوداگر۔ میں تو بہت خوش ہونگا۔ میں اور میرے دوست باقاعدہ عبادت کے لئے جمع ہوتے اور خدا کی حضوری کا لطف اُٹھاتے ہیں۔ تجربہ میں وہی خوشی سب سے بڑی ہے جو خدا کی طرف سے ہو۔ میں رات کو اکثر جاگتا اور خود کو خدا کی عنایت سے گھرا پاتا اور چارپائی پر لیٹا ہوا خدا کے تصور اور اس کی رفاقت میں مصروف ہو جاتا ہوں۔

وہ امریکی بیان کرتا ہے کہ اس شخص کی سنجیدگی اور جوش کا مجھ پر حیرت انگیز اثر تھا۔ سچ مچ وہ خدا کی محبت سے آگاہ ہے۔

ایسے دوستوں سے ملکر وہی لطف آتا ہے جسے پروٹسٹنٹ لوگوں کی اصطلاح میں دعائیہ اجتماع کہتے ہیں۔ (ترجمہ از ہیرولڈ سروس)

پس تمام مسیحیوں کو چاہئے کہ مسلمانوں کے دلی جذبات کی قدر کرنا سیکھیں اور محبت اور پیار کے ساتھ ان کو اپنا ہمخیال بنائیں۔ کیونکہ چوٹی کے یورپین مسیحی مصنفین نے اسلام کو نصف صداقت تسلیم کیا ہے۔

مایوس ولاعلاج مریضوں کو مژدہ

ڈاکٹر ایچ جے۔ لوبیر

بی۔ ایم۔ ڈی۔ ڈی ایس سی۔ بی۔ ایچ۔ ایم۔ ڈی ایچ۔ وائی۔ ایم۔ بی۔ ای۔ ایم۔ ایچ۔ سی۔

ڈاکٹر ایچ۔ جے لوبیر کے نام سے کونسا خواندہ پنجابی اور ہندوستانی بے خبر ہے۔ آپ کا کارآمد سینک بائٹ دنیا بھر میں مشہور دوا ہیں۔ پر آپ بھی عورت مرد کے ان امراض کے لئے تریاق کا حکم رکھتے ہیں جنکے علاج سے خود بیمار ناامید ہو چکے ہیں آپ چند ماہ سے ۱۸ لارنس روڈ لاہور میں مقیم ہیں۔ آپ کا شفاخانہ میکلوڈ روڈ قریب دفتر نور افشاں لاہور کھلا ہے۔ جہاں صبح کے ۹ بجے سے شام کے ایک بجے تک اور شام کے ۷ بجے سے ۹ بجے تک علاج کیا جاتا ہے آپ ایک دفعہ ڈاکٹر صاحب کے زیر علاج ہو کر دیکھیں بفضل خدا شفا کا فوری انعام پائینگے۔

تحقیق آریا

مصنفہ

عالیجناب مولینا مولوی پادری سلطان محمد خانصاحب فاضل عربی

پر

ریویو

نمبر اول

(از قلم ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ ایچ۔ پی۔ ایل۔ ایل اینڈ ایل۔ پی۔ ایم۔ قصور کوٹ پیراں)

مندرجہ عنوان رسالہ ہمارے نہایت ہی مکرم و معظم دوست جناب مسٹر موٹے خاں صاحب نے جو رسالہ کے ناشر ہیں ہمارے پاس بغرض ریویو ارسال فرمایا۔ ہے کسی عالمانہ کتاب پر ریویو کرنا آسان کام نہیں۔ بلکہ یہ نہایت ہی مشکل اور دشوار اور پرلے درجہ کی دماغ سوزی اور وسیع واقفیت کا کام ہے۔ دو چار سطور یا ایک آدھ کالم کا لکھ دینا ریویو نہیں کہلاتا۔ میں کیا اور میری بساط کیا۔ میں خود کو اس امر کا اہل نہیں سمجھتا۔ لیکن پھر بھی ازراہ امتثال امر اس پر مختصر ریویو تحریر کرتا ہوں۔ وھو ہذا۔

اس نادر رسالہ کے مصنف افضل الفضلاء واکمل الکملاء جامع المعقول والمنقول۔ ماہر علوم عقلی ونقلی۔ عمدۃ المتکلمین سلطان المناظرین عالیجناب پادری مولوی سلطان محمد پال خانصاحب ہیں۔ جنکی متعدد تصانیف باستعانت جناب موٹے خاں صاحب زیور طبع سے آراستہ ہو کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں ضیا پاشی کر رہی ہیں۔ پادری صاحب ممدوح کا نام ہی اس رسالہ کے عمدہ ہونے کی ضمانت ہے۔

ہمارے معزز و محترم دوست جناب مسٹر موٹے خاں صاحب جو اس عدیم النظیر رسالہ کے ناشر ہیں اپنے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "یہ مجموعہ اوراق دراصل جناب مولوی سلطان پال صاحب کے ایک مسلسل اور طویل مضمون کا مناسب انتخاب ہے۔ جو قبل ازیں امرتسر پنجاب کے نامور اور مشہور و معروف اخبار اہلحدیث میں ۶ مئی سنہ ۱۹۱۰ء سے ۳۱ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک شائع ہو چکا ہے۔ اب اسی مضمون کو قدرے ترمیم کے ساتھ کتابی صورت میں منصف مزاج پبلک کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے"

اس کتاب کے نامور مصنف نے اس کتاب کو ایک مختصر مگر ضروری تمہید سے شروع کیا ہے اور پھر اصل کتاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول میں تین باب ہیں اور حصہ دوم میں چار باب ہیں اور حصہ سوم میں ویدوں کے مختلف کارنامے درج ہیں۔

اب ہم اس نادر کتاب کے تینوں حصوں پر بلحاظ ابواب مختصر ریویو کرتے ہیں۔ تمہید میں اس رسالہ کے لائق فائق مصنف نے **لفظ آریا کی تحقیق** کی ہے اور بتایا ہے کہ یہ لفظ آریا آر سے مشتق ہے اور یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً کاشتکاری قلبہ رانی اور مشک سینے کا اوزار اور بالتشدید ایے آخور و اصطبل۔ زمانہ حال کے ماہران فن السنہ نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ آریا کے حقیقی وضعی معنی قلبہ زن دگاؤ ران سے بڑھکر اور کچھ نہیں ہیں اوائل کاشتکاروں کو آریا اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ اُن سے نہ صرف کھیتی باڑی کا کام لیا جاتا تھا۔ بلکہ با اوقات مشک سینے۔ اصطبل صاف کرنے اور اس قسم کے تمام کاروبار کا انحصار انہی پر موقوف سمجھا جاتا تھا۔ غرضیکہ اُن کا وجود سوسائٹی کے لئے ایسا ہی ضروری تھا جیسا کہ ایک یورپین کے لئے خدمتگار یا بہرہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آریا کے معنے اور بھی مثلاً گگری۔ کبیرا۔ کبوہ۔ امر کوش مطبوعہ بمبئی میں لکھا ہے کہ آریا پارو تی کا نام ہے اور رگوید کے اکثر منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ کسان کو اور ویش کو اور آریا ویش کی اور کسان کی جورو کو بھی کہتے ہیں"

پادری صاحب کا یہ فرمانا بالکل درست اور بجا ہے۔ کیونکہ لفظ آریا سنسکرت مصدر ے [illegible]

مشتق ہے۔ مستند علماء اور محققین مصدر آری کے معنی کاشتکاری ہی کے بتاتے ہیں۔ لہٰذا لفظ آریا کے اصل معنی کاشتکاری کے ہیں۔ گمان غالب ہے کہ وسط ایشیا کے آبائی وطن میں اسی نام سے ان کے اور دیگر لوگوں کے پیشوں میں تمیز کی جاتی تھی۔

یونانی۔ لاطینی۔ اینگلو سیکسن۔ انگریزی۔ روسی آئرش۔ سکاٹش۔ ویلش۔ زش۔ لتھوانگ وغیرہ یورپ کی زبانوں میں کاشتکاری کے متعلق چند الفاظ ہیں جو مصدر آر سے نکلے ہیں مصدر آر اور سنسکرت مصدر آری باہم مترادف ہیں۔ اس لئے گمان غالب ہے کہ لفظ آریا کے اصلی معنی کاشتکار کے تھے۔ کیونکہ ان میں کاشتکاری بھی رائج تھی۔ بلکہ وہ کاشتکاری کو فخر کا پیشہ سمجھتے تھے۔ ان کا آریہ نام ہی اس بات کا پختہ ثبوت ہے۔

علاوہ ازیں ان کے کاشتکار ہونے کی نسبت ژند اوستا کی شہادت بہت صاف ہے۔ اُن کی روایت کے مطابق ان کے بزرگ زرتشت کو اہرمزد نے کاشتکاری کے بارے میں خاص ترغیب دی۔ ان کی پہلی سرزمین آریانہ ویجو کی پیدائش کے بارے میں ایک خاص آیت ہے۔ جس کے معنی یہی ہیں کہ قدیم ترین زمانہ میں محض آریا ویجو ہی کاشت شدہ سرزمین تھی اور باقی تمام ملک بنجر تھا۔

رگوید میں بھی کاشتکاری کی فوقیت اور عظمت ظاہر کی گئی ہے۔ اس میں دو لفظ کرشٹی اور چرشنی پائے جاتے ہیں۔ ان دونوں لفظوں کے اصلی معنی کاشتکار کے ہیں۔ لیکن رگوید میں یہ دونوں الفاظ انسان کے لئے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ رگوید ۱: ۵۹-۵ و ۱: ۷-۹ و ۲-۱۷ انسان اور کاشتکار ایک دوسرے کے مترادف الفاظ تسلیم کرلئے جائیں تو اس میں باغ عدن کی تصویر کسی نہ کسی صورت میں ضرور پائی جاتی ہے۔ کیونکہ انسان اول یعنی آدم اس متبرک باغ میں کاشتکار تھا جس کے نمونہ پر آریا اپنے اس پہلے والد کے نمونہ پر کاشتکاری کرتے تھے اور اسی وجہ سے کاشتکاری کو ایک فخر کا پیشہ سمجھتے تھے۔ ژند اوستا میں آریانہ ویجو کو ایک ایسی متبرک سرزمین قرار دیا گیا ہے کہ اس سے بھی باغ عدن کی یادگاری ظاہر ہوتی ہے۔ لہٰذا گمان غالب ہے کہ وسط ایشیا کے آریا کسی نہ کسی طرح سے خواہ روایتاً انسان کی اولین حالت سے خوب واقف و آگاہ تھے۔

لیکن بعض بلند پایہ محققین کا پختہ خیال ہے کہ ان کو آریا یا کاشتکار کا لقب اُن کی ہمسایہ سام کی اولاد کی طرف سے دیا گیا تھا۔ مثلاً ملک اسوریہ کے مخروطی حروف کے کتبوں میں لفظ لا آری ملتا ہے۔ لا کے معنی نہیں اور آری کے معنی کاشت شدہ۔ پس لا آری کے معنی بنجر زمین کے ہوئے۔ لا جو نفی کا لفظ ہے اگر الگ کر دیا جائے تو اسوری لفظ آری اور عبرانی آراہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ عبرانی آراہ کے معنی پھلوں کو ٹھہرنا اور اصطبل اور دہقان کے بھی ہیں۔ گوتھی زبان کے لفظ آرارا کے معنی درو کرنا کے ہیں۔ اب ان الفاظ کے ساتھ مقابلہ کیجئے۔ یونانی ارود۔ لاطینی ارو سب ہم معنی الفاظ ہیں جن کے معنی ہل چلانے کے ہیں۔ پس اسوری آری۔ عبرانی آراہ۔ گوتھی آرارا یونانی ارود۔ لاطینی ارو۔ سب ہم معنی الفاظ ہیں جن سے کاشتکاری ہی مراد ہے۔ چونکہ یہ لفظ عبرانی اور اسوری زبان میں پہلے ہی سے موجود تھا۔ تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یافث کی اولاد کو جو سام کا چھوٹا بھائی تھا آریا کا لقب دوسری بڑی بزرگ قوم (سام کی اولاد) کی طرف سے دیا گیا تھا۔ نسب کے لحاظ نہیں بلکہ پیشہ کے لحاظ سے۔

(باقی آئندہ)

لہراپا سرائے (بنگال) کے ایک قصبہ آلاپا میں عید کے دن ہندوؤں اور مسلمانوں میں فساد ہو گیا تھا۔ آدمی زخمی ہوئے تھے جو ہسپتال میں مر گئے ہیں۔ (عام)

راولپنڈی کے فسادات میں مسیحیوں کی خدمت

مورخہ ۱۵ جون ۱۹۲۶ء کو بندہ ایک فرد مسیحی کام کے لئے گارڈن کالج راولپنڈی میں اپنے دوست پروفیسر ای۔ سی۔ جے۔ بی کنگس صاحب کو ملنے کے لئے گیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت ابھی بستر استراحت سے اٹھ کر چائے نوشی کر رہے ہیں۔ خیر ملاقات ہوئی تو عجب حالت دیکھی کہ پروفیسر صاحب چائے کا گھونٹ بھی لگاتے جاتے ہیں اور ساتھ ہی اونگھ بھی رہے ہیں۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ تمام گذشتہ شب ۱½ بجے سے لیکر صبح ۴½ بجے تک بیداری میں کاٹنی پڑی۔

وجہ یہ تھی کہ جونہی کہ راولپنڈی میں قومی فساد کا ہنگامہ برپا ہوا اور زور و شور کی چیخیں سننے میں آئیں اور آتش کے بلند شرارے آسمان سے باتیں کرتے دکھائی دیئے تو پھر کیا تھا مسیحی محبت و ہمدردی نے دل میں جوش مارا کہ خود پرنسپل صاحب ڈاکٹر آر۔ آر۔ سٹوارٹ و پروفیسر ای۔ سی۔ جے۔ بی کنگس صاحب و پروفیسر جے۔ سی۔ آر۔ صاحب و مینیجر صاحب مشن ہائی سکول مسٹر سی۔ اے۔ سٹوارٹ و چند مسیحی طلباء و دیگر چند مسیحی نوجوان [illegible] دن میں معرض خطر میں جا کودے۔ جہاں جہاں لڑائی دیکھی یا آگ بھڑکتی نظر آئی اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر مجروح اشخاص کی تڑپتی جانوں کو بچانے کے لئے جا دھمکے اور اُن کو فی الفور خیراتی شفاخانہ میں پہنچایا گیا۔ تاکہ اگر ممکن ہو تو زیر علاج ہو کر جانبر ہو سکیں۔ بلا امتیاز قوم و شخصیت ان مسیح کے بندوں نے اس دلیری و جرات سے کام کیا جو واقعی ہر ایک مسیحی میں ہونا چاہئے۔ خداوند مسیح کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم اپنے پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھیں۔

مزید بر اں اُس نے اپنے بندوں کو یہ طاقت بخشی کہ وہ جگہ جہاں پر جانے سے لوگوں کو جان کے لالے پڑتے تھے وہاں مسیحی محبت اپنے پڑوسیوں کو بچانے کے لئے اظہار کرتے رہے اور وہ کام کئے جن سے مسیح کا جلال ظاہر ہوا۔ اس وقت مجھے مسیح کا وہ قول یاد آتا ہے جو مرقس ۱۳: ۷ میں مرقوم ہے کہ جب تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہیں سنو تو گھبرا نہ جانا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے ان بندوں کو گھبرانے نہ دیا بلکہ خدمت کرنے اور مسیحی محبت ظاہر کرنے کی دلیری عطا کی

نیاز مند۔ ڈبلیو ڈی ایس۔ داس
پاسٹر یو۔ پی چرچ۔ صدر راولپنڈی

ضلع جھنگ میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

ضلع جھنگ میں جرائم پیشہ اقوام کی بہبودی و اصلاح کا کام وہاں کے ڈپٹی کمشنر کی نگرانی میں باسلوب احسن ہو رہا ہے۔ اس ضلع کی جرائم پیشہ اقوام مقامی انتظامی افسروں کے لئے ہمیشہ ایک اہم مسئلہ کی صورت میں موجود رہی ہیں۔ یہ لوگ گرد و نواح کے علاقہ کے امن و حفاظت میں ہمیشہ خلل انداز رہتے تھے اور غریب ہونے کی وجہ سے ان کا ذریعہ معاش یہی تھا کہ رات کو دیہات میں جا کر چوری کریں اور ڈاکہ ڈالیں۔ ان کو قابو میں رکھنے کے لئے وقتاً فوقتاً مختلف تدابیر اختیار کی گئیں۔ سب سے بڑے مجرموں کی نقل و حرکت ایک خاص رقبہ کے اندر محدود کی جاتی تھی اور بعض کو اصلاحی بستیوں میں بھیج دیا جاتا تھا موجودہ ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ محسوس کیا کہ اس میں بودا بنیادی علاج یہی ہے کہ جرائم پیشہ اقوام کے بچوں کو اوائل عمر ہی سے مجرمانہ حرکات کی بجائے تعلیم و تربیت کی فضا میں رکھا جائے چنانچہ آپ نے ان کی تعلیم کا کما حقہٗ انتظام شروع کر دیا ہے۔ آپ کی وساطت سے مختلف جرائم پیشہ اقوام کے منتخبہ لڑکے مدرسوں میں داخل کئے گئے ہیں۔ جہاں وہ اخلاق شکن اثرات سے محفوظ رہ کر ضبط و تربیت کی فضا میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ ان لڑکوں نے بہت تھوڑے عرصہ ہی میں حوصلہ افزا ترقی کی ہے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ اگر چند سال تک ان کو موجودہ حالات کے زیر اثر رکھا گیا اور ابتدائی تعلیم کے بعد ان کو مفید پیشہ کے لائق بنایا گیا تو وہ اپنے باپ دادا کی طرح سوسائٹی کے لئے زحمت ثابت ہونے کی بجائے اس کا قابل قدر جزو بن سکتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ان لڑکوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق جملہ انتظامات کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے اس ضلع میں اس قسم کی اصلاحی تحریک کا حلقہ وسیع کرنے کے لئے بہت بارسوخ اور متمول زمینداروں کی امداد حاصل کر لی ہے۔ پس ماندہ اور جرائم پیشہ اقوام کی بہبود و فلاح کی یہ تحریک ضلع جھنگ میں مقبولیت حاصل کر رہی ہے اور امید ہے کہ اس سے وہاں کی آبادی کے ایک اہم حصہ کی اخلاقی حالت بالکل بدل جائیگی اور جرائم پیشہ لوگ سوسائٹی کا ایک ممتاز حصہ بن جائینگے۔

جہاز کا حادثہ

باریسال یکم جولائی۔ کل کھلنا میل سٹیمر نابیٹھ سے روانہ ہوا اور جہاز کے تختے ٹوٹ جانے کی وجہ سے چند کالج کے لڑکے دریا میں گر پڑے جہاز روک دیا گیا اور سرچ لائٹ روشنی کے ذریعے پانی میں لڑکوں کی جگہ معلوم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اتنے میں تین دیہاتی کشتیاں آ گئیں انہوں نے تین لڑکوں کو بچا لیا جن میں سے دو بیہوش تھے۔ (زمیندار لاہور)

پلیگ کے ٹیکہ کے موثر ہونے کے متعلق اخبارات میں گمراہ کن بیانات

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

بعض ہندوستانی اخبارات میں اس مطلب کے گمراہ کن بیانات شائع ہوئے ہیں کہ شہر گجرات میں چند اشخاص نے پلیگ کے ٹیکے لگوائے تھے اور اسی وجہ سے اُن کی موت واقع ہوئی تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا ہے کہ ٹیکہ کی وجہ سے کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ صرف ایک لڑکی مسماۃ زہرہ کی موت واقع ہوئی اور وہ بھی ٹیکہ کے بعد۔ اس لڑکی کے متعلق یقین کیا جاتا ہے کہ ٹیکہ لگنے سے پہلے بیماری طاعون اُس کے خون میں سرایت کر چکی تھی۔ اس یقین کی تائید اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ اس کے گھر کے قریب ہی طاعون کی وارداتیں ہو چکی ہیں اور چوہے مرے۔ اور اس لئے اس نے ٹیکہ لگوانے سے پہلے اپنے گھر کی صفائی کرائی تھی۔ نیز اُس کے فوراً بعد اسی گھر میں ایک اور لڑکی کی موت واقع ہوئی۔ مسماۃ زہرہ کی موت نہایت افسوسناک حالات میں واقع ہوئی۔ لیکن ان کا کوئی چارہ نہ تھا۔ اور اگرچہ گجرات میں گذشتہ دو تین ماہ کے اندر دو ہزار ٹیکے لگائے جا چکے ہیں۔ لیکن اس وقت تک صرف ایک ہی موت کی اطلاع ملی ہے جو ٹیکہ لگنے کے بعد واقع ہوئی۔ یہ الزام قطعاً بے بنیاد اور نامناسب ہے کہ سول سرجن صاحب یا سول ہسپتال کے طبی عملہ نے ٹیکہ لگانے میں بد احتیاطی یا لاپروائی کی۔ جب سے وبائے طاعون شہر میں پھوٹی ہے۔ سول سرجن صاحب ٹیکہ لگانے۔ مکانات کی صفائی کی نگرانی کرنے اور حفظان صحت کے انتظامات کرنے کے لئے اپنے مقررہ اوقات سے زیادہ وقت اور توجہ صرف کر رہے ہیں۔ اگر کثیر الاشاعت اخبار

کے ایڈیٹر صاحبان ایسے مضامین کے شائع کرنے سے پہلے جن سے ٹیکہ طاعون کے پُرتاثیر ہونے اور ذمہ دار سرکاری حکام کے کیرکٹر کے متعلق اعتماد زائل ہو جانے کا اندیشہ ہو اپنے نامہ نگاروں کے بیانات کی صداقت کے بارہ میں واضح و صریح ثبوت حاصل کر لیا کریں تو واقعی وہ عوام کی بڑی بھاری خدمت انجام دینگے۔ اگر پلیگ کے ٹیکہ کے مُوثر ہونے کے متعلق لوگوں کا اعتماد ذرہ بھر بھی کم ہو گیا تو اس کے نتائج ملک کے لئے نہایت تباہ کن ثابت ہونگے۔

فصل کپاس کے لئے نہروں سے زائد پانی مل سکتا ہے

محکمہ انہار پنجاب کا اعلان

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

گزشتہ سال محکمہ انہار نے خاص صورتوں میں ۱۵ جولائی اور ۲۰ ستمبر کے درمیان فصل کپاس کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے زمینداروں کو زائد پانی دیا تھا۔ یہ رعایت صرف تین بڑی نو آبادیوں کے نہری علاقہ تک محدود تھی۔ یعنی نہر لوئر جہلم۔ نہر لوئر چناب اور نہر لوئر باری دوآب۔

فصل کپاس کی پیداوار بڑھ جانے کی غرض سے زائد پانی کا مہیا کرنا اس امر پر موقوف ہے کہ بڑی نہروں میں فصل خریف کے لئے پانی کی کافی مقدار موجود ہو اور ڈسٹری بیوٹریوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

فصل کپاس کے لئے زائد پانی سال رواں میں بھی گزشتہ سال کی شرائط کے مطابق زمینداروں کو محدود تعداد کو مل سکتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ متعلقہ نہر کے صاحب سپرنٹنڈنگ انجنیئر صاحب کی خدمت میں ضرورت سے معقول عرصہ پیشتر درخواستیں دی جائیں۔

لاہور مورخہ ۲۶-۶-۲۶ء

شہزادہ ویلز کی بے تکلفی و زندہ دلی کی مثال

ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز نہایت زندہ دل نوجوان ہیں۔ پچھلے دنوں جنوبی افریقہ کی سیاحت کے دوران میں ایک روز وہ وحشی جیت پاس میں آبادی کے باہر بنجر سر دوڑ لگا رہے تھے کہ اس اثنا میں سخت تشنگی محسوس ہوئی تو پانی کی تلاش میں ایک کھیت میں کسی کسان کے بنگلہ میں گئے کسان حضور پرنس کے رتبہ سے واقف نہ تھا پانی پلایا اور انکا نام پوچھا۔ پرنس نے بے تکلفی سے کہا کہ میں پرنس آف ویلز ہوں۔ یہ سنکر کسان نے قہقہہ لگایا کیونکہ پرنس کی وضع قطع ان کے رتبہ عالی کو ظاہر نہ کرتی تھی اور کہنے لگا کہ آپ جیسے اگر وہ پرنس آف ویلز ہو سکتے ہیں تو میں کہونگا کہ میں شاہ انگلستان ہوں۔ اسکے بعد ایک جلسہ دعوت میں جو پرنس کے اعزاز میں دی گئی تھی کسان بھی شامل ہوا تو پرنس نے معافحہ کرتے ہوئے کہا کہ "بابا جان سلام"۔ (عام)

فقیری کا صدقہ اِدھر دیکھ لینا

کاتب نور افشاں کا ڈھائی سالہ بچہ علی الصباح میٹھی نیند سے جب بیدار ہوا تو اُسکی ٹانگیں کمزور ہو گئیں اب اس سے چلا نہیں جاتا۔ اس فکر اور تشویش کے لئے ہم سب خدا کے حضور آنسو بہا رہے ہیں۔ ناظرین نور افشاں اور خاصکر سادھو سندر سنگھ جی سے درخواست ہے کہ وہ بچہ کے لئے دعا فرمائیں کہ خدا اُسے شفا دے۔

دُعا کے لئے تیرے در پر کھڑے ہیں
فقیری کا صدقہ اِدھر دیکھ لینا

عبدالغنی کاتب نور افشاں

خبریں

کاتب نور افشاں کا رشتہ بیمار ہے اس لئے ایک ہفتہ کی رخصت پر لودھیانہ گیا ہے۔

ہندو کو معلوم ہوا ہے کہ بمبئی گورنمنٹ نے وزیر ہند سے اس امر کی سفارش کی ہے کہ بمبئی میں ایک وزیر اور ایگزیکٹو کونسل کا عہدہ اڑا دیا جائے اگر یہ سفارش منظور ہو گئی تو وہاں پر دو وزرا اور تین ایگزیکٹو کونسلر ہونگے۔

(بندے ماترم)

دہلی یکم جولائی۔ آج شہر کے دو مشہور مسلم وارڈوں میں لڑکوں کے لازمی پرائمری تعلیم رائج کر دی گئی ہے۔ میونسپلٹی نے پرائمری تعلیم کے لئے شہر کو دو وارڈوں میں منقسم کیا ہے۔ دو ہندو وارڈوں میں مردم شماری ختم ہو چکی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اکتوبر میں ان دو وارڈوں میں پرائمری تعلیم رائج ہو جائیگی۔ اس سے آدھا شہر دہلی ختم ہو جائیگا۔ میونسپلٹی شہر میں لڑکیوں کی تعلیم کا خاطر خواہ خیال رکھتی ہے اور اس ماہ پانچ مزید سکول کھولے جائینگے۔ جسکے بعد لڑکیوں کے سکولوں کی تعداد بارہ ہو جائیگی۔

(م)

ساہوکارہ بل پنجاب کونسل میں ایک غیر سرکاری ممبر نے پیش کیا ہوا ہے گورنمنٹ کا رویہ اس بل کے متعلق ابھی تک غیر جانبدارانہ تھا۔ لیکن اب سرکاری ممبر نے اس بل کے متعلق جو اعلان کیا ہے اس سے گورنمنٹ اپنا رویہ بدلتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ اعلان مظہر ہے کہ اگر کونسل گورنمنٹ کی پیش کی ہوئی ترمیموں کو منظور کرے تو وہ بل کو پاس کرانے میں مدد دیگی۔ مسلمان ممبر غالباً ان ترمیموں کو منظور کرینگے



اس بل کا پاس ہو جانا یا گر جانا گورنمنٹ کے رویہ پر منحصر تھا اور اب جب کہ گورنمنٹ نے بل کا ساتھ دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ غالباً پاس ہو جائیگا اور جلد ہی ایکٹ کی صورت اختیار کر لیگا۔

(//)

لاہور ۲ جولائی - ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ سشن جج لاہور کی عدالت میں موضع جلد کا کے ۲۶ - اشخاص کے خلاف قتل کے الزام میں ایک سنسنی خیز مقدمہ زیر سماعت تھا۔ عدالت نے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے۔ چنچل سنگھ جتا سنگھ کو دس دس سال - خوجا سنگھ - سرجن سنگھ - اور اندر سنگھ کو پانچ پانچ سال اور جھنڈا سنگھ اور نتھا سنگھ کو چار چار سال قید سخت کا حکم دیا ہے اور باقی ۱۹ ملزمان بری کر دیئے گئے ہیں۔

(//)

بمبئی ۲۵ جون - مون سون نطاہر یہاں خوب جم گیا ہے۔ کل رات یہاں خوب بارش ہوئی - جو کہ صبح تک ہوتی رہی - اور فضا میں قدرے خنکی ہو گئی ہے۔

(//)

۳۰ جون کو لاہور میں زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۰۹ر۱ تھا اور کم سے کم ۸۷ر۵ ہندوستان بھر میں سب سے زیادہ گرمی لکھنؤ میں ۱۱۳ر۹ رہی حیکب آباد میں ۱۱۳ر۵ الہ آباد و ڈیرہ اسمٰعیل خان ۱۱۳ر۲ انبالہ ۱۱۱ر۹ مدراس ۱۱۰ر۸ دہلی ۱۱۰ر۲

(//)

دہلی یکم جولائی - حال کے فساد کے سلسلہ میں پولیس ۱۴ مزید گرفتاریاں عمل میں لائی ہے ان میں چار مسلمان ہیں - ایک شخص چھجو رام کو آگرہ میں ۲۸ تاریخ کے فساد کے دوران میں پولیس کے سپاہی کو چھروں سے زخمی کرنے کے جرم میں گرفتار کیا گیا ہے ابھی تک کل گرفتاریاں ۳۰۴ تک پہنچ گئی ہیں ان میں زیادہ تر آدمیوں کو ضمانت پر رہا کیا گیا ہے۔ آج کچھ اور گرفتاریاں ہونے والی ہیں۔

(//)

کلکتہ یکم جولائی - اسٹیٹسمین کو معلوم ہوا ہے کہ مسٹر اے۔ فضل حق کی بنگال کونسل کے اجلاس میں شمولیت ناممکن ہے اس لئے... انہوں نے بنگال کونسل سے استعفا دیدیا۔

(//)

چونکہ شہر الہ آباد میں امن و امان قائم ہو گیا ہے - اس لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خاص مقررہ وقت تک باہر رہنے کا حکم (کرفیو آرڈر) منسوخ کر دیا ہے - جو فسادات کے ایام میں نافذ کیا گیا تھا۔

(//)

کوئمبٹور - یکم جولائی - موپلہ بغاوت کے ۶ اقیدی جنہیں بادشاہ کے خلاف اعلان جنگ کے الزام میں سزا ہوئی تھی لارڈ گوشچن سے رحم کی درخواست کرینگے - جبکہ لارڈ موصوف جیل کا معائنہ کرنے آئینگے - چونکہ سپرنٹنڈنٹ جیل نے پرزور سفارش کی ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رہا کر دیئے جائینگے -

(//)

جمعیت خدام الحرمین پنجاب نے فیصلہ کیا تھا کہ ۲ جولائی کو صوبہ بھر کے وہ مسلمان جنہیں خدا کے برگزیدہ رسول (فداہ ابی و امی) اور آپ کے اہل بیت سے اعتقاد ہے روزہ رکھیں - نکر یا فرداً فرداً نفل پڑھیں اور دعا کریں کہ اللہ جل شانہٗ ارض حجاز دحرم رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو - - - - - - - - سے بچائے مگر اب مرکزی ہدایت کے مطابق ۲ جولائی کی بجائے ۹ جولائی بروز جمعۃ المبارک یوم الدعا منایا جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے - امید ہے کہ ہر شہر کے مسلمان اس درخواست پر عمل کرینگے - (//)

اشتہار کتب

شبد وغزلیں - مؤلفہ پادری اے۔ پی۔ نیوٹن صاحب ہندوستانی اور اردو کے ۹۲ بھجن اور غزلوں کا مجموعہ صفحہ ۴۲ ا ر ۶ پائی -

شوہر کا راہنما - شادی شدہ میاں بیوی کے راہنمائیں - جن کا جاننا نہایت ضروری ہے صفحہ ۲۱۶ - ایک روپیہ -

شہزادہ بن داؤد - خداوند یسوع مسیح کے حالات با تفصیل کہانی کے طرز پر صفحہ ۲۰۸ - ایک روپیہ (عہ)

شہر خموشاں - قبرستان اور ہمارے خیالات - مصنفہ مولوی حسام الدین صاحب صفحہ ۱۶ - ۶ پائی -

سونے کا شمعدان - خدا کے گواہ اور ان کی گواہی صفحہ ۴۰ - ۲ر

سپرجن کا وعظ (۱) نجات کس طرح ملتی ہے (۲) روح کی تلوار (۳) لوگ مسیح کو کیوں قبول نہیں کرتے - (۴) پیتل کا سانپ (۵) یسوع کا کوڑے کھانا - اور ہمارا شفا پانا (۶) آؤ کیونکہ سب کچھ تیار ہے - قیمت فی وعظ ۲ پائی - چھ وعظ مجلد یکجا - ۲ر

سیر ہندوستان با تصویر - ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں اور مشہور مقاموں کے حالات مع تصاویر مجلد صفحہ ۱۲۲ - ایک روپیہ

شرح و فضل - انسان کی برگشتگی اور خدا کی مہربانی - عدل اور رحم صفحہ ۱۰ - ۳ پائی -

شہیدان کا تحفہ - قدیم مسیحیوں پر ظلم و ستم اور ان کی برداشت اور استقلال ایمان کے دردناک اور ایمان افزا حالات صفحہ ۱۰۴ - ایک روپیہ ۲ر

سیرت المسیح والمحمد مسیح اور محمد کی سوانح حیات کا مقابلہ صفحہ ۸۴ - ۲ر علاوہ محصول ڈاک

سکرٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

تصورِ خدا از روئے بائبل و وید

گذشتہ فروری کے آخری ایام میں سلطان المناظرین جناب پادری سلطان محمد خاں صاحب مصنف "ازالۂ مادہ" و "تحقیق آریا" جناب پادری اے۔ ایم وٹنگ صاحب کی دعوت پر گوجرانوالہ میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے ایک ہفتہ تک مقامی مدرسہ علم الہیات کے طلباء کو مذہب اسلام پر روزانہ درس اور آریہ سماج گوجرانوالہ کی کانفرنس مذاہب میں چند لیکچر دیئے۔ اس سے چند عرصہ قبل آریوں کو پادری صاحب کے مقابلہ میں سخت شکست اٹھانا پڑی تھی۔ اس لئے انہوں نے نہایت ہوشیاری سے ایسے مضامین رکھے جن میں اسلام، مسیحیت، ہندو دھرم، سکھ مت پر ہی بحث رہے اور ویدک دھرم بچ جائے۔ مگر نمائندگان مذاہب غیر آریہ نے صاف کہا کہ چونکہ دعوت آریہ سماج کی جانب سے ہے۔ لہٰذا بحث اُسی کے عقائد و مسلمات پر ہو۔ چنانچہ جب آریہ سماجیوں نے اس بات کو محسوس کیا تو برملا کہہ دیا کہ ہم تو چاہتے تھے کہ مسیحی اور مسلم باہم جھگڑیں مگر یہاں ہر کوئی ہمارے ہی مذہب پر معترض ہو رہا ہے۔ مفصل کارروائی ہم درج اخبار کرنے کی گنجایش نہیں پاتے۔ صرف پادری صاحب کے لیکچروں کا خلاصہ درج کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ آج پہلا لیکچر شائع کیا جاتا ہے جو ۲۳ فروری کو آریہ سماج مندر میں ہوا۔

خان

جب ہم مخلوقات کے نظام اور اُن کی حسنِ ترکیب و ترتیب پر غور کرتے ہیں تو جو خیال کہ سب سے اول ہمارے دماغ میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ دنیا کا بنانے والا کوئی نہ کوئی فرد ہے۔ کیونکہ مادہ جیسی بے جان چیز سے اس قسم کی توقع کرنا کہ وہ ان صنائع و بدائع کا پیدا ہو سکے سراسر حقیقت سے چشم پوشی کرنا ہے۔ لہٰذا تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ کون و مکان کا صانع اور خالق ایک ہستی ہے جو صرف ہستی ہی نہیں بلکہ وہ صفات کمال کا مستجمع بھی ہے۔ ایسی ہستی مستجمع جمیع صفات کمال کو بائبل مقدس خدا کے نام سے ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔

سامعین کرام! بائبل مقدس کا ایک خصوصی امتیاز یہ ہے کہ وہ خدا کو ایک موہوم یا فرضی صورت میں پیش نہیں کرتی۔ بلکہ اس کی ہستی کے ثبوت میں اس قسم کے سینکڑوں فطری دلائل دیتی ہے۔ جن سے یقین واثق ہو جاتا ہے کہ درحقیقت خدا ہے اور اگر وہ نہ ہو تو سلسلہ عالم کا شیرازہ منتشر ہو جائے۔ چنانچہ منجملہ ایک دلیل جس کو ہم دلیل آفاقی کہتے ہیں حسب ذیل ہے۔

"کہ جو کچھ خدا کی نسبت معلوم ہو سکتا ہے وہ اُن کے باطن میں ظاہر ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اُس کو اُن پر ظاہر کر دیا۔ کیونکہ اُس کی اندیکھی صفتیں یعنی اُسکی ازلی قدرت اور الوہیت دنیا کی پیدایش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں کے ذریعہ سے معلوم ہو کر صاف نظر آتی ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ عذر باقی نہیں" (رومیوں پہلا باب اور آیت ۱۹ و ۲۰۔ زبور باب ۱ تا ۶)

بائبل اس قسم کے سینکڑوں دلائل دیکر پھر یہ کہتی ہے کہ "احمق کہتا ہے کہ خدا نہیں"۔ (زبور ۱۴)

بائبل مقدس نہ صرف خدا کی ہستی کا ثبوت دیتی ہے بلکہ یہ بھی کہتی ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ مثلاً "سن اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے"۔ استثنا ۶:۴

اور پھر یہ کہتی ہے کہ "اگلی چیزوں کو جو قدیم سے ہیں یاد کرو کہ میں خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں۔ میں خدا ہوں اور مجھ سا کوئی نہیں"۔ یسعیاہ ۴۶:۹۔

بائبل مقدس صرف یہی تعلیم نہیں دیتی کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے۔ بلکہ یہ بھی کہ وہ قدیم اور لاتبدیل ہے "پیشتر اس سے کہ پہاڑ پیدا ہوئے۔ اور زمین اور دنیا کو تو نے بنایا۔ ازل سے ابد تک تو ہی خدا ہے۔" زبور ۹۰:۲۔

بائبل مقدس مفصلہ ذیل تعلیم بھی دیتی ہے۔ کہ خدا قدیم اور لاتبدیل ہے بلکہ اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ وہ ہر جا حاضر و ناظر ہے۔ مثلاً یہ کہ "اگر میں آسمان کے اوپر چڑھ جاؤں تو تو وہاں ہے۔ اور اگر میں پاتال میں اپنا بستر بچھاؤں تو دیکھ تو وہاں بھی ہے"۔ زبور ۱۳۹: ۸-۱۲۔

معزز سامعین یہ ہے بائبل مقدس کی تعلیم کا نہایت مختصر خاکہ جس کو وہ خدا کے صحیح تصور کے متعلق ہمارے سامنے پیش کرتی ہے۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ بیس منٹ کے عرصہ میں میں اُن سینکڑوں آیات کو آپ کے سامنے پیش نہیں کر سکتا ہوں جن سے خدا کی ذات اور صفات کا صحیح تصور کمال وضاحت کے ساتھ روز روشن کی طرح ظاہر و ثابت ہو جاتا ہے۔

اس لئے اب میں بائبل مقدس کی اس تعلیم کے مقابلہ میں جو خدا کی ذات و صفات کے متعلق آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ وید بھگوان کی تعلیم مختصر طور پر پیش کرتا ہوں تاکہ آپ کو مقابلہ کرنے میں سہولت ہو جاوے۔ جہاں تک میں نے وید بھگوان کا مطالعہ کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ اگرچہ وید بھگوان خدا اور اس کی ذات کے تصور سے خالی نہیں ہے لیکن وہ اس قسم کا تصور ہے کہ جس سے نہ تو خدا کی ہستی کا صحیح معنوں میں پتہ لگتا ہے اور نہ اُس کی صفات کا صحیح طور پر انکشاف ہوتا ہے۔ یا بہ عبارت دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ جس خدا کا تصور وید بھگوان پیش کرتا ہے وہ ایسا خدا معلوم ہوتا ہے جس کا وجود اور عدم برابر ہوں۔ مثلاً جہاں وید بھگوان نے سمجھا ہے کہ خدا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ ایسا خدا ہے جو ایک تنکا بھی پیدا نہیں کر سکتا اور نہایت ہی ایک محدود القدرت خدا ہے۔ وہ ایک تنکا پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں بلکہ ارواح بھی اُس سے بے نیاز ہیں (ستیارتھ پرکاش نمبر ۲۷۵ بحوالہ رگ وید و یجروید) اور اگر سوامی دیانند جی مہاراج کا قول مستند سمجھا جاوے تو نہ صرف روح اور مادہ خدا کی طرح قدیم ہیں بلکہ دو اور چیزیں بھی خدا کی طرح قدیم ہیں۔ یعنی زمانہ اور خلا

رستیارتھ پرکاش نمبر ۲۳ (۲۰) میں وید بھگوان کے نقطۂ نگاہ سے نہ صرف خدا ہی قدیم ہے بلکہ اُس کی قدامت میں چار چیزیں اور بھی شریک ہیں (۱) مادہ (۲) رُوح (۳) کال یعنی زمانہ (۴) اکاش یعنی خلا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ مستند قدما کے ہوتے ہوئے خدا کی گنجایش کہاں رہ سکتی ہے؟

اگر ہم کچھ دیر کے لئے یہ بھی تسلیم کر لیں کہ دنیا کی ترکیب اور ترتیب دینے کے لئے خدا کی ہستی کی ضرورت ہے۔ تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ خدا دنیا کو مرتب و مرکب بھی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ترکیب و ترتیب دینے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان کے منافع اور مصالح اور ان کی مضرات اور مغلطہ سے واقف ہو۔

لیکن چونکہ خدا ان اشیاء کو جنکو وہ ترکیب یا ترتیب دینا چاہتا ہے سرے سے خلق ہی نہیں کیا اس لئے اُن سے وہ واقف بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ ہاں واقفیت کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ خدا کسی غیر سے اُن کے منافع وغیرہ کا علم حاصل کرے۔ اس صورت میں خدا (غیر کا) محتاج ہوگا جو اس کی شان کے برخلاف ہے پس نتیجتہً ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس خدا کا تصور وید بھگوان ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ وہ ایسا خدا ہے جو نہ ہمارا خالق ہے اور نہ ہمارا علم اور واقفیت اسکو حاصل ہے اور جس خدا کو ہمارے مصالح کا علم نہیں وہ کس طرح ہمیں فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور جو ہمارا خالق نہیں ہے ہم کیوں اُس کے آگے سر جھکائیں اور اسے اپنا مالک تصور کریں؟ پس وید بھگوان کی رُو سے اول خدا کا وجود ثابت نہیں ہے اور بالفرض اگر ثابت ہو بھی جائے تو ہمیں اُسکی ضرورت نہیں۔

نیز جس صورت میں وید بھگوان نے خدا کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے اُس سے صریحاً یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا بسیط نہیں بلکہ مرکب اور ذی مقدار ہے مثلاً یجروید ۳۲ ادھیائے کے پہلا سریہ منتر میں خدا کی نسبت ذیل کی عبارت ہے "اے انسانوں میں تینوں لوکوں کا رہنے والا ایشور ہوں اور سب جگہ سرب بیاپک ہوں۔ بزرگ لوکا نتر سورج سے بھی اُدھر ہیں اور یہ جو زمین اور خلا ہے یہ سب کے سب میرے ایک قصے میں موجود ہیں۔ میں ان سب میں بھرپور ہوں۔

نیز ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۳۲ کا آٹھواں منتر جہاں لکھا ہے کہ اے انسانوں وہ پیاتما جس میں تمام جگت ایک ہی طریقہ پر قائم رہتا ہے اُس میں ہیں قائم ہونے والے جیتن برہم کو وہ عالم گیان کی روشنی سے دیکھتا ہے۔ اس میں یہ تمام جگت پرلے کے وقت ایک ہوجاتا ہے اور پیدائش کے وقت اُس سے الگ نظر آتا ہے۔ وہ سرو بیاپک پرماتما تمام کائنات میں اس طرح موجود ہے جس طرح کپڑے میں تانا بانا"

اب ظاہر ہے کہ جو چیز ذی مقدار ہوتی ہے اُسی کی حصے بخرے اور تجزیہ ہو سکتی ہے۔ اور جس چیز کی تجزیہ ہو سکتی ہے وہ مرکب ہوتی ہے اور جو مرکب ہوتی ہے وہ حادث ہوتی ہے۔ لہٰذا وید بھگوان کی رُو سے خدا قدیم نہیں بلکہ حادث ٹھہرتا ہے جو خدا ئیت کی سراسر منافی ہے۔ فقط۔

خان

سیالکوٹ کنونشن

۲۲ ستمبر ۱۹۲۶ء ۸ بجے شام سے لیکر ۲۸ ستمبر ۱۹۲۶ء تک

مضمون مسیح میں ہماری فتحیاب زندگی۔ (رومیوں ۸ باب ۳۷)

ہماری فتحیاب زندگی صرف مسیح کی طاقت اور مدد سے بسر ہو سکتی ہے جو ہم میں جلال کی امید اور ہماری فتحیاب زندگی کا راز ہے۔ پس اس کامیاب اور فتحیاب زندگی کو بسر کرنے اور یسوع سے کثرت سے زندگی پانے کے لئے سیالکوٹ کنونشن میں ضرور تشریف لائے

اگر اور کوئی بات دریافت کرنی ہو تو مندرجہ ذیل پتہ سے خط و کتابت کریں۔

ڈاکٹر جے۔ اے مکالی صاحب
معرفت پوسٹماسٹر
سرینگر۔ کشمیر

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہوجاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب ہے۔ خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عمر

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ۔ چوتھیا تجاسیٹے ہی دن رُک جاتا ہے ورنہ دوسرے دن تو ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے قیمت فی شیشی ۱۲ ر محصولڈاک ذمہ خریدار۔

المشتہر
ڈاکٹر اے۔ ای۔ اوڈیا یہ خورجہ ضلع بلند شہر

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کا زنانہ جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار ہندوستانی خواتین اُسکی مددگار ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ شرح خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات عہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجب نئے انتظام چالیس فی صدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کتا ا عہ سے الٹ تک۔ گرد کونول عہ سے وعہ تک

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجاب پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔